3.1 شعبہ بینکاری کی کارکردگی اور خطرے کا تجزیہ

شعبہ بینکاری کی مضبوطی اطمینان بخش رہی ہے۔ شرح کفایتِ سرمایہ 15.8 فیصد کے ساتھ مستحکم رہی اور سیالیت کی صورتِ حال بھی تسلی بخش رہی۔ مالکاری (financing) میں تیز رفتار اضافے سے اثاثوں کی صحت مند نمو میں مدد ملی، جبکہ اثاثوں کا معیار بہتر ہوا اور غیر فعال قرضوں کے تناسبات ایک عشرے کی پست ترین سطح پر چلے گئے۔ رقوم کے بندوبست کے پہلو سے امانتوں (deposit) میں سست روی کا نتیجہ بین البینک قرض گیری بڑھنے کی صورت میں نکلا تا کہ اثاثوں کی نمو کی مطابقت قائم ہو جائے۔ کم شرحِ سود اور گرتی ہوئی غیر سودی آمدنی کے علاوہ یکبارگی تصفیے کی ادائیگی کی بنا پر آمدنی دباؤ میں رہی۔ بینکوں کو اپنے وسائل اکٹھے کرنے کی کوششیں مزید بڑھانے، تیزی سے نمو پذیر قرض گاری جزدان کے معیارِ قرض پر محتاط نظر رکھنے، اور سرمائے کے بتدریج بڑھتے ہوئے تقاضوں کی تعمیل کے لیے منصوبہ بنانے کی ضرورت ہے۔

شعبہ بینکاری کی کارکردگی اور خاکۂ خطر دشوارحالات کی عکاسی کرتا ہے ....

کارکردگی کے لحاظ سے شعبہ بینکاری نے دشوار مالی حالات پر ملے جلے طرز پر ردِ عمل دیا ہے۔ ایک طرف پست شرحِ سود، ہدف سے کم اور اوسط مہنگائی، سلامتی کی بہتر صورتِ حال، اور صنعتوں کو توانائی کی بہتر دستیابی نے 2017ء کے دوران نجی شعبے کو مالکاری کا بہاؤ مستحکم بنایا۔ دوسری طرف، پست شرحِ سود کے مستقل حالات نے شعبہ بینکاری کی نفع یابی کم کر دی۔ نیز، بعض منفرد عوامل، جیسے ایک بڑے بینک کی طرف سے تصفیے کی یکبارگی ادائیگی، نے بھی شعبہ بینکاری کی نفع یابی روک دی۔ رقم کے پہلو سے دیکھا جائے تو امانتوں میں نمو کم ہوئی جس سے اثاثوں کی نمو کو سہارا دینے کے لیے بلند قرض گیری کو مہمیز ملی۔

خطرات کے لحاظ سے کچھ جہتوں میں بہتری دیکھی گئی جبکہ بعض میں بگاڑ پایا گیا، جیسا کہ 'شعبہ بینکاری کے نقشۂ استحکام' (بی ایس ایس ایم) سے واضح ہے (**شکل 3.1.1**)۔[115] خاص طور پر متعدی تناسب کے ایک عشرے کی پست ترین سطح پر پہنچنے سے اثاثوں کا معیار بہتر ہوا، کفایتِ سرمایہ کم از کم ضوابطی تقاضے سے خاصی بلند رہی اور وافر رقمی سیالیت نے بینکوں کی اس اہلیت کو یقینی بنایا کہ وہ غیر متوقع حالات اور ذمہ داریوں کا سامنا کر سکیں۔ اس سے قطع نظر، آمدنی کم ہوئی اور امانتوں کی نمو میں سست روی نے قرض گیری کو بڑھا دیا۔

اس پیش رفت سے نظام کو اب تک کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوا کیونکہ بنیادی ذرائع (قرضوں سے ملنے والا سود) سے آمدنی بڑھ رہی ہے جبکہ مالی اداروں (ماسوائے اسٹیٹ بینک) سے قرض گیری کا اثاثوں کی بحیثیت مجموعی فنڈنگ میں حصہ چھوٹا سا ہے۔

بی ایس ایس ایم کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے بحث ذیل میں کی گئی ہے۔

شکل 3.1.1

2017ء کے دوران بینکاری شعبے کی کارکردگی بعض خطرات کے حوالے سے بہتر رہی

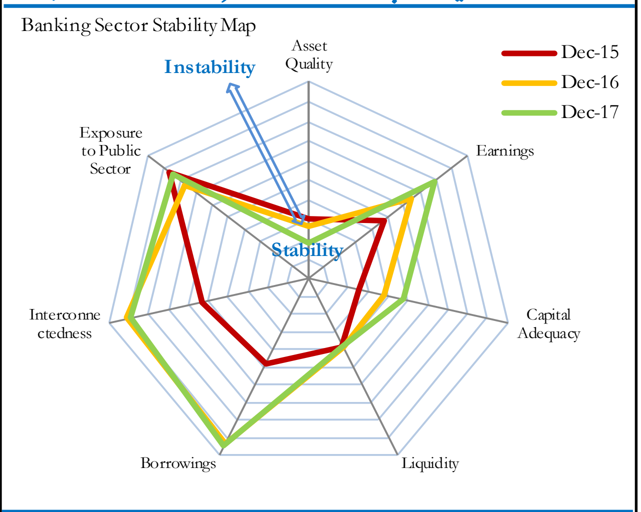

Source: SBP

3.1.1 اثاثوں کا معیار

مالکاری کی نمو سے متعدی تناسب میں کمی آئی ہے....

بینکاری شعبے کے اثاثوں کا معیار بنیادی طور پر قرضوں سے ظہور میں آتا ہے کیونکہ سرمایہ کاری کا بیشتر حصہ خطرۂ قرض سے پاک سرکاری تمسکات میں لگایا جاتا ہے۔
مجموعی قرضوں میں 2017ء کے دوران تیزی سے اضافہ ہوا اور سال بسال نمو 16.90 فیصد تک چلی گئی جو 2016ء میں 12.81 فیصد تھی [5 سالہ (2013ء سے 2017ء) اوسط: 10.92 فیصد]۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ نجی شعبے کو مالکاری سے اس کو اصل مہمیز (ملکی)

[115] 'شعبہ بینکاری کے نقشۂ استحکام' سے سات مختلف جہتوں میں استحکام کی ایک جامع تصویر سامنے آتی ہے۔ ہر جہت میں خطرات کی پیمائش کے لیے کلیدی اظہاریوں کا ایک بہ وزن مرکب استعمال کیا گیا ہے۔ ہر اظہاریے کا صدویہ (percentile) درجہ اپنے ماضی (1996ء سے) کے لحاظ سے استحکام کا درجہ ظاہر کرتا ہے۔ تفصیل کے لیے Technical Appendix مالی استحکام کا جائزہ 2015ء میں دیکھیے۔ طریقہ کار کے بارے میں جاننے کے لیے دیکھیے: Dattels, P., McCaughrin, R., Miyajima, K., & Puig, J. (2010). "Can you map global financial stability?" آئی ایم ایف ورکنگ پیپرز، 1-42۔

ملی جو 2017ء میں 16.40 فیصد بڑھ گئی جبکہ یہ 2016ء میں 12.69 فیصد بڑھی تھی (5 سالہ اوسط: 10.12 فیصد)۔ قرضوں کا یہ بہاؤ تیز کرنے میں ان تمام نے اپنا کردار ادا کیا: مثبت نمو کے امکانات کے ساتھ اقتصادی منظر نامے میں بہتری، زری نرمی کے تاخیری اثرات،[116] توانائی کی بہتر رسد اور سلامتی کی بہتر صورتِ حال وغیرہ۔

قرضوں میں یہ نمو وسیع البنیاد رہی: ٹیکسٹائل (سال بسال نمو: 16.23 فیصد)، شکر (31.16 فیصد)، سیمنٹ (58.14 فیصد)، زرعی کاروبار (10.17 فیصد)۔ زمرہ وار دیکھا جائے تو کارپوریٹ شعبے نے سب سے زیادہ قرضہ حاصل کیا جس کی نمو 2017ء میں 17.60 فیصد رہی (2016ء میں 13.02 فیصد)۔ 2017ء میں ایس ایم ای کے قرضوں میں بھی 12.10 فیصد کی معقول نمو ہوئی (2016ء میں 29.22 فیصد)۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں (جو کہ میعادی مالکاری ہے) گذشتہ پانچ سال میں واضح اضافہ دیکھا گیا ہے (5 سالہ اوسط: 13.96 فیصد)۔ اس کے علاوہ صارفی مالکاری بھی 2047ء کے دوران 20.82 فیصد بڑھے (**صارفی مالکاری پر دیکھیے باکس 3.1.1**)۔

قرضوں میں اس متاثر کن نمو کی بنا پر غیر فعال قرضے بلحاظ مجموعی قرضے کا (متعدی) تناسب متواتر گر رہا ہے اور 2017ء میں وہ 8.4 فیصد تک گر گیا (2016ء میں 10.1 فیصد)، جو 2008ء سے اب تک پست ترین تناسب ہے۔ تموین کے تحفظ کا تناسب (تموین بلحاظ غیر فعال قرضے) بھی بہتر ہو کر 87.2 فیصد ہو گیا (2016ء میں 85.0 فیصد)، جبکہ خالص غیر فعال قرضے بلحاظ خالص قرضوں کا تناسب بھی 2017ء میں کم ہو کر 1.2 فیصد رہ گیا (2016ء میں 1.6 فیصد)۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ بیشتر بینکاری گروپوں میں اثاثوں کے معیار میں بہتری وسیع البنیاد رہی (**جدول 3.1.1**)۔

جدول 3.1.1

معیارِ اثاثہ بلحاظ بینک زمرہ

بینک زمرہ	2014ء		2015ء		2016ء		2017ء	
	متعدی شرح	تموین کا کوریج تناسب	متعدی شرح	تموین کا کوریج تناسب	متعدی شرح	تموین کا کوریج تناسب	متعدی شرح	تموین کا کوریج تناسب
					فیصد			
سرکاری کمرشل بینک	17.82	71.20	18.28	79.05	15.90	81.43	13.40	87.03
مقامی نجی بینک	10.40	85.20	9.34	89.78	8.14	90.11	6.77	90.99
غیر ملکی بینک	7.61	102.00	7.78	100.35	8.33	100.25	6.65	103.14
کمرشل بینک	**11.94**	**80.90**	**11.13**	**86.29**	**9.72**	**87.28**	**8.09**	**89.75**
تخصیصی بینک	23.27	61.10	18.92	59.27	21.82	50.09	22.00	50.66
تمام بینک	**12.27**	**79.80**	**11.36**	**84.95**	**10.06**	**85.05**	**8.43**	**87.24**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

116 نومبر 2014ء کے بعد سے قرضوں پر بہ وزن اوسط شرحِ سود 385 بیسس پوائنٹس کی سے اختتام دسمبر 2017ء تک 7.46 فیصد ہو گئی ہے۔

مطلق معنوں میں غیر فعال قرضے 2017ء میں واجبی سے کم ہوئے۔ گذشتہ چند برسوں میں غیر فعال قرضے 600 ارب روپے کے ارد گرد ہی گردش کر رہے ہیں جن میں سے تقریباً 85 فیصد خسارے کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگرچہ ماضی کے واجب الادا ایسے بیشتر قرضوں کی تموین کی جاچکی ہے (یعنی پہلے ہی خرچے کی مد میں شمار کیے جاچکے ہیں)، جس کے بعد ایکویٹی میں مزید کمی کا امکان محدود ہے، تاہم تموین کے یہ اخراجات بینکوں کو برداشت کرنے پڑے ہیں۔ ناقص قرضوں کی وصولی یا رکھے گئے رہن کے ذریعے ان کے تصفیے کی کوششیں بڑی حد تک لاحاصل رہی ہیں۔ اس مسئلے کے حل کی خاطر ضوابطی و قانونی محاذوں پر حالیہ اقدامات سے آئندہ کے لیے امید پیدا ہوئی ہے (ضوابطی پیش رفت پر دیکھیے باکس 2)۔

قرضوں میں حالیہ اضافے سے استحکام کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ....

غیر فعال قرضوں کے تناسب میں حالیہ بہتری خوش آئند ہے، تاہم سوال یہ ہے کہ یہ کمی مستقل ہے یا نہیں۔ عام طور پر جب مالی حالات سہل ہوتے ہیں تو قرض گیر اور قرض گار دونوں اپنے پُرامید رویے سے اضافی خطرات مول لیتے ہیں، تاہم قرض گیروں پر جیسے ہی حالات سخت ہونے لگتے ہیں، ان کی ادائیگی کی گنجائش سکڑتی ہے اور قرض گار خطرات سے گریز کرنے لگتے ہیں۔ رویے میں یہ دہری تبدیلی متعدی تناسب کے بڑھنے کا سبب بن جاتی ہے۔ نجی شعبے کے قرضوں کے فرق کی نمو اور متعدی تناسب کا طویل مدتی رجحان بعض مواقع پر معکوس تعلق ظاہر کرتا ہے (**شکل 3.1.2**)۔

تاہم دیگر موقعوں پر قرضوں کی نمو بڑھنا ضروری نہیں کہ نقصان دہ ہو، کیونکہ یہ معاشی مبادیات کے بہتر ہونے کا نتیجہ ہو سکتا ہے جس سے سرمایہ کاری کے مواقع میں بہتری آسکتی ہے۔ عام طور پر قرضوں میں اس طرح کے اضافے سے مستقل مالی گہرائی جنم لیتی ہے۔

قرضوں میں حالیہ اضافے اور غیر فعال قرضوں کے تناسب کے پس منظر میں چند حقائق پر غور مفید ہوگا:

1. قرضوں کے فروغ کے دور میں پُرامید احساسات کی بنا پر قرضے طویل عرصے تک اور تیزی سے بڑھتے ہیں جبکہ جی ڈی پی کی تقابلی نمو ہمیشہ اس کا ساتھ نہیں دیتی۔[117] تاہم قرضوں میں حالیہ اضافہ جی ڈی پی کی نمو کے ساتھ ہم آہنگ معلوم ہوتا ہے۔ جی ڈی پی میں نجی شعبے کے قرضوں کا تناسب گر رہا ہے اور وہ 2015ء تک اپنے طویل مدتی رجحان (ایچ پی فلٹر) سے کم رہا ہے (**شکل 3.1.3**)۔ اس کے بعد اس تناسب نے بڑھنا شروع کیا اور 2017ء میں یہ رجحان سے آگے نکل گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرضوں میں حالیہ نمو حقیقی طلب کی عکاس ہے کیونکہ اقتصادی سرگرمیوں نے رفتار پکڑی ہے۔

شکل 3.1.2

قرضوں میں اپنے رجحان کے لحاظ سے نمو اور غیر فعال قرضے بلحاظ مجموعی قرضے مختلف دورانیوں میں متضاد رجحان دکھا رہے ہیں

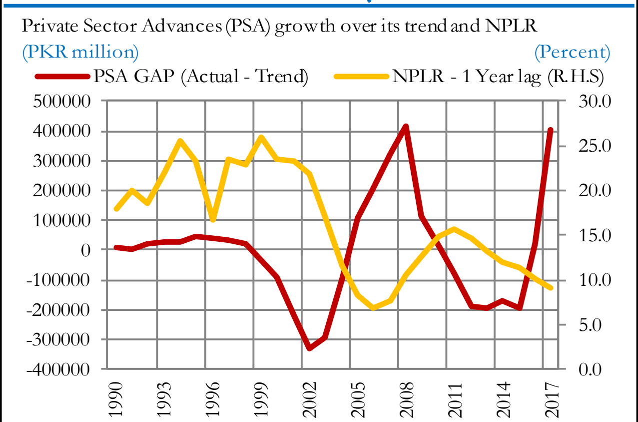

Source: Monetary Survey, SBP

2. جیسا کہ پہلے اجاگر کیا گیا، بشمول 2017ء گذشتہ چند برسوں سے معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ عام طور پر ایسے طویل مدتی قرضے پلانٹ، مشینری میں سرمایہ کاری، اور ٹیکنالوجی اور دیگر اشیائے سرمایہ میں اضافہ کر کے دراصل استعداد بڑھانے میں معاون ہوتے ہیں۔ فرم کی سطح پر استعداد میں یہ اضافہ مستقبل میں زائد پیداوار کا سبب بنتی ہے اور نفع یابی لاتی ہے جس سے نادہندگی کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔

3. ماضیٔ قریب میں مہنگائی کم رہی ہے اور (ایک سمت میں اوپر کی جانب بڑھنے کے بجائے) اثاثوں کی قیمتوں (مثلاً ایکویٹی و ثیقہ جات) میں اتار چڑھاؤ رہا ہے۔ اثاثوں

[117] آئی ایم ایف کے نزدیک قرضوں میں توسیع کو اس وقت boom یا زبردست فروغ کا درجہ ملتا ہے جب اس ملک کے قرضے میں تغیرات کا معیاری انحراف تین سے چار سال سے زائد عرصے تک 1.75 فیکٹر کے اضعاف (multiple) سے بڑھ جائے (عالمی اقتصادی منظرنامہ 2004، باب 4)۔

کی قیمتوں میں کسی ببل کی غیر موجودگی کے سبب "مالی عمل افزا" (financial accelerator) کا اثر محدود ہے۔

شکل 3.1.3

قرضوں کا تناسب بلحاظ جی ڈی پی طویل عرصے تک تخفیف کے بعد بڑھنا شروع ہوا ہے

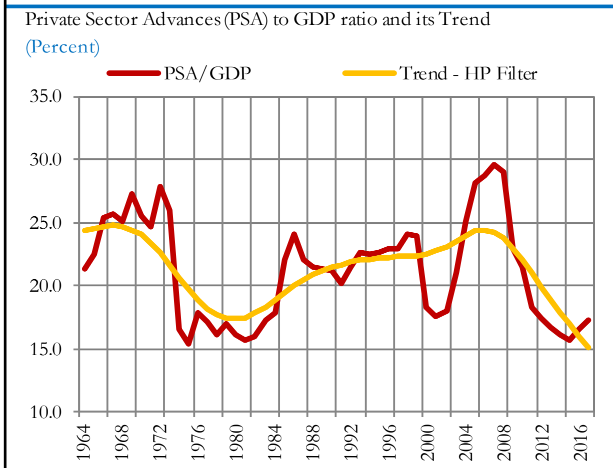

Source; SBP

4. بینک معیشت کے روایتی شعبوں (جیسے ٹیکسٹائل، توانائی، شکر، زراعت وغیرہ) اور زمروں (مثلاً کارپوریٹ، ایس ایم ای، صارفی وغیرہ) کو ان کی مطابقتی (relative) اہمیت کے لحاظ سے قرضے دیتے ہیں۔ وہ پُر خطر شعبوں اور غیر روایتی مصنوعات (ماخوذیات، سیکورٹائزیشن، متبادل سرمایہ کاری وغیرہ) کا رُخ نہیں کرتے جیسا کہ عام طور پر سستی سیالیت کی دستیابی سے منسوب کیا جاتا ہے۔

5. قرضوں کی طلب پوری کرنے کے لیے درکار رقوم امانتوں نے، جن میں بیشتر جاری کھاتے اور بچت کھاتے سے آئیں، فراہم کیں، اگرچہ کہ 2017ء کے دوران قرض گیری میں کچھ اضافہ ہوا۔

خطرۂ ارتکاز اگرچہ محدود ہے تاہم اس پر کڑی نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے ....

چونکہ بڑے قرض گیر گروپوں / اداروں کی نادہندگی بینکوں کی ایکویٹی کو ضرر پہنچا سکتی ہے، اس لیے اسٹیٹ بینک نے اس سلسلے میں کئی اقدامات کیے ہیں۔ ان اقدامات میں یہ شامل ہیں: انکشاف (exposure) کی فی صارف زیادہ سخت حد (ادارے اور گروپ دونوں کی سطح پر) متعارف کرانا، بحیثیت مجموعی بڑے انکشاف پر بالائی حد، وغیرہ۔[118]،[119] ایسے اقدامات کی بنا پر بینکاری شعبے میں ارتکاز کا خطرہ پست رہا ہے۔

مزید برآں، فہرستی کارپوریٹ اداروں کا تجزیہ بلحاظ حجم بتاتا ہے کہ جو ادارے سب سے بڑے ہیں ان میں قرض لوٹانے کی استعداد سب سے زیادہ ہے (**دیکھیے باب 5**)۔ یہ بینکوں کے لیے مزید اطمینان بخش ہے۔ اس سے قطع نظر، بینکوں کو نظام میں اہمیت کے پیشِ نظر اُن کے بڑے انکشاف پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

متعدد شعبوں میں اثاثوں کا معیار بہتر ہوا ....

اثاثوں کے معیار میں حالیہ بہتری وسیع البنیاد ہے، تمام بڑے شعبوں اور زمروں کے غیر فعال قرضوں کے تناسب میں کمی آئی (**شکل 3.1.4 الف اور ب**)۔ اس کی جزوی وجہ کارپوریٹ اداروں کی بہتر ہوتی ہوئی مالیات ہے جس سے قرض لوٹانے کی ان کی استعداد بڑھی اور نادہندگی کا امکان کم ہوا (**باب 5 میں دیکھیے باکس 5.2**)۔ گزشتہ چند برسوں سے ٹیکسٹائل اور سیمنٹ کے شعبوں کے غیر فعال قرضوں کا تناسب تیزی سے کم ہوا اور یہ سلسلہ 2017ء میں بھی جاری رہا۔ توانائی کے غیر فعال قرضوں کے تناسب میں کمی نسبتاً دھیمی ہے، تاہم یہ تناسب بڑے شعبوں میں پست ترین بھی ہے۔ زمرہ وار جائزہ لیا جائے تو ایس ایم ایز جن کے غیر فعال قرضوں کا تناسب بلند ترین ہے، گزشتہ چند برسوں سے ان کا

شکل 3.1.4 (الف)

ٹیکسٹائل شعبہ بلند ترین متعدی تناسب کا حامل ہے

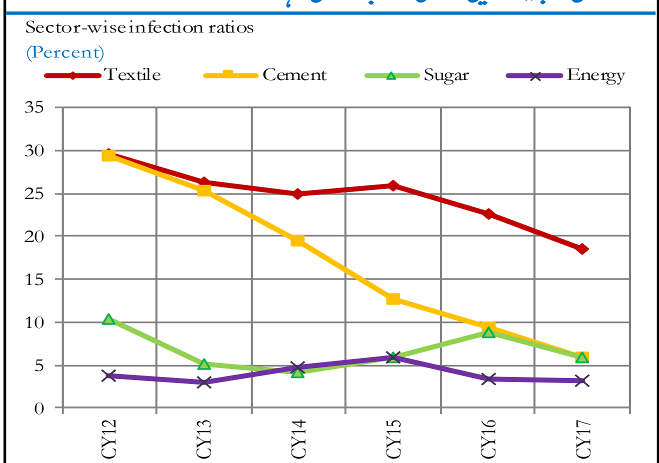

---

[118] http://www.sbp.org.pk/bprd/2017/CL11.htm

[119] بی آئی ایس نے بھی اس مسئلے پر بحث کی ہے اور بڑے انکشاف پر تفصیلی رہنما ہدایات شائع کی ہیں (https://www.bis.org/publ/bcbs283.pdf)

تناسب تیزی سے کم ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر زمروں کے اثاثوں کے معیار میں بھی رفتہ رفتہ لیکن مسلسل بہتری آرہی ہے۔

شکل 3.1.4 (ب)

ایس ایم ای کا متعدی تناسب گر رہا ہے تاہم اب بھی بلند ہے

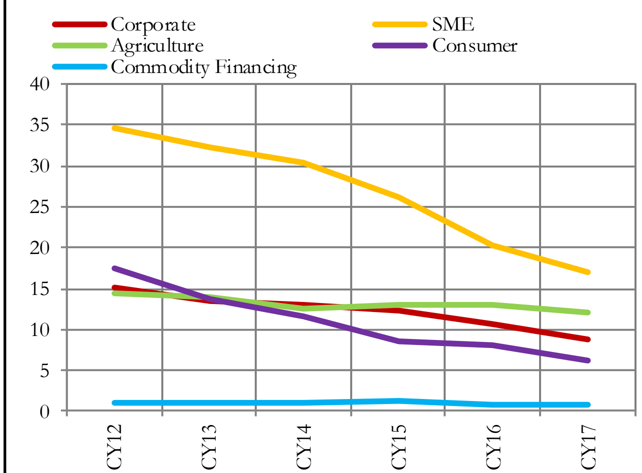

Source: SBP

آمدنی

کم ہوتی ہوئی نفع یابی استحکام کے لیے تشویش پیدا کرتی ہے ....

بینکوں کے منافع (قبل از ٹیکس) میں 2017ء کے دوران 15.05 فیصد کمی آئی۔ منافع میں کمی کا یہ مسلسل دوسرا سال ہے۔ 2017ء کے دوران منافع قبل از ٹیکس میں کمی کی بنیادی وجہ غیر سودی آمدنی (میں کمی 4.1 فیصد) اور بلند انتظامی اخراجات (8.9 فیصد) ہیں۔ اس کے علاوہ 2017ء کی تیسری سہ ماہی میں ایک بڑے بینک کی طرف سے اپنے غیر ملکی آپریشنز پر تصفیے کی یکبارگی ادائیگی نے نفع یابی کو مزید گھٹا دیا۔[120]

نتیجتاً 2017ء کے دوران نفع یابی کے تمام اظہاریوں میں بگاڑ آیا۔ بعد از ٹیکس کی نظر سے دیکھا جائے تو اثاثوں پر منافع گر کر 0.9 فیصد (2016ء میں 1.3 فیصد)، ایکویٹی پر منافع گر کر 11.5 فیصد (2016ء میں 14.4 فیصد) اور خالص سودی مارجن گر کر 3.3 فیصد (2016ء میں 3.7 فیصد) رہ گیا (**شکل 3.1.5**)۔

غیر سودی آمدنی میں تخفیف کی بنیادی وجہ تمسکات کی فروخت پر منافع میں تیزی سے کمی ہے۔ یہ مسلسل پست شرح سود کا ایک نتیجہ ہے (**شکل 3.1.6**)۔ انتظامی اخراجات بڑھنے کی وجہ بلند معاوضے، الاؤنس، برانچ نیٹ ورک میں توسیع، مالی رسائی بڑھانے کی خاطر ٹیکنالوجی پر مبنی اقدامات سے ہونے والے اخراجات وغیرہ ہیں۔

شکل 3.1.5

نفع یابی کے اظہاریے معمولی سے کم ہوئے

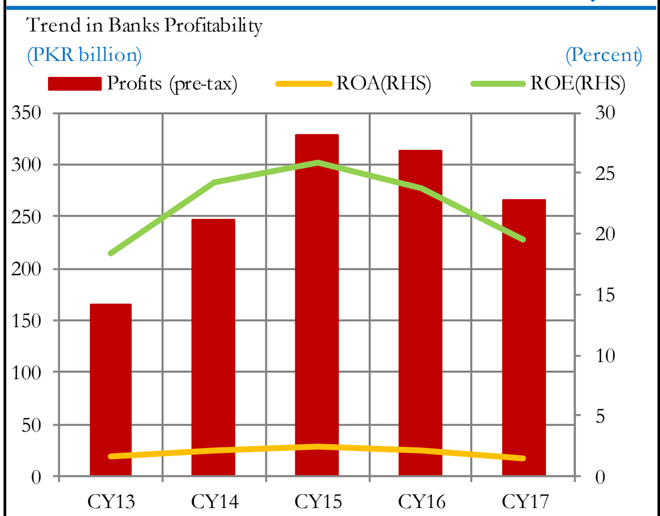

Source: SBP

اس کے علاوہ پست شرح سود نے بھی بینکوں کے خالص سودی مارجن میں تخفیف کر دی۔ بلند یافت والی حکومت پاکستان کی تمسکات (بنیادی طور پر پی آئی بیز) کی عرصیت پوری ہو گئی اور ان کی جگہ قلیل مدتی ایم ٹی بیز یا نئی پی آئی بیز لی گئی ہیں، یہ دونوں ہی کم منافع دیتی ہیں۔ اگرچہ ایکویٹی کے فہرستی وثیقہ جات (instruments) میں بینکوں کی سرمایہ کاری ایکویٹیز میں انکشاف پر حد کی بنا پر کم ہے، تاہم 2017ء کے دوران ایکویٹی کے نرخوں میں تیزی سے کمی نے بھی مارکیٹ سے مارکیٹ نقصانات کے ذریعے آمدنی پر اثر ڈالا (**دیکھیے باب 2**)۔[121]

120 اس اثر کو شامل کرنے کے بعد (قبل از ٹیکس) منافع میں کمی 2017ء میں 7.5 فیصد تک ہو گئی۔ 2016ء کے دوران 4.5 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔

121 ایکویٹی شیئرز کی فروخت سے بینکوں کو 2017ء کے دوران 0.3 ارب روپے کا نقصان ہوا جبکہ 2016ء میں 5.9 ارب روپے کا فائدہ ہوا تھا۔

شکل 3.1.6

باز قدر پیمائی کے فوائد میں تیزی سے کمی آئی

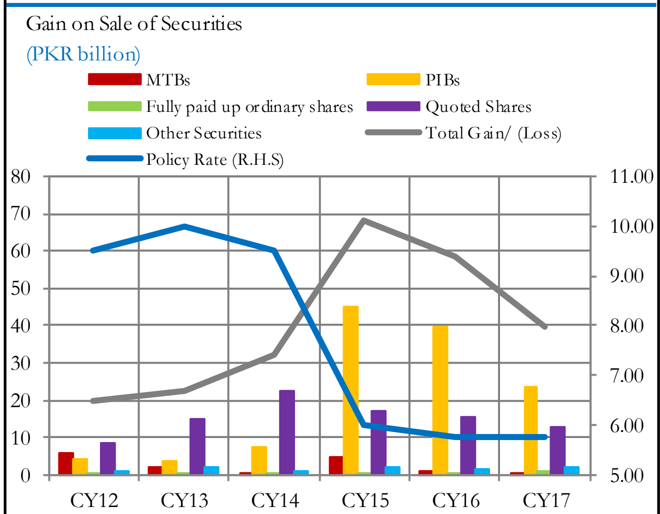

Source: SBP

بینکوں کے ایکویٹی پر منافع (بعد از ٹیکس) کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈوپونٹ تجزیے نے اس نکتے پر زور دیا ہے کہ آمدنی میں کمی کا اہم سبب غیر سودی آمدنی میں تیزی سے کمی ہے۔ منافع قبل از ٹیکس / خالص سودی آمدنی تناسب میں 17.4 فیصد کمی واقع ہوئی (**جدول 3.1.2**)۔

دوسری جانب، خالص سودی آمدنی اور مجموعی سودی آمدنی کا تناسب نسبتاً مستحکم ہے (صرف 2.3 فیصد کمی آئی) جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شعبہ بینکاری کی اپنے کاسبی اثاثوں (earning assets) سے کمانے کی استعداد مضبوط ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ لیوراجیہ (بشمول قرض گیری) میں اضافے نے 2017ء میں ایکویٹی پر منافع مزید کم ہونے کی مزاحمت کی ہے۔ تاہم مالی لیوراجیہ میں مسلسل اضافہ (ایکویٹی میں متوازن نمو کے بغیر) طویل مدت تک برقرار نہیں رہ سکتا۔[122]

حکومت کا طرزِ قرض گیری بھی بینکوں کی نفع یابی میں کردار ادا کرتا ہے ....

جدولی بینکوں سے سرکاری قرض گیری کا بدلتا ہوا رجحان اُن کی آمدنی کو بھی متاثر کرتا ہے۔ قرض گیری کو بینکوں سے اسٹیٹ بینک کی طرف منتقل کرنے سے (جیسا کہ 2016ء کی

جدول 3.1.2

شعبہ بینکاری کی ایکویٹی پر منافع، ڈوپونٹ کا توسیعی تجزیہ

	2015ء	2016ء	2017ء
	فیصد		
خالص آمدنی / منافع قبل از ٹیکس (الف)	0.605	0.605	0.591
منافع قبل از ٹیکس / خالص سودی آمدنی (ب)	0.663	0.648	0.535
خالص سودی آمدنی / سودی آمدنی (ج)	0.505	0.517	0.500
سودی آمدنی / اثاثے (د)	0.075	0.063	0.058
اثاثے / ایکویٹی (ہ)	10.29	11.36	12.48
ایکویٹی پر منافع (و= الفxبxجxدxہ)	15.63 فیصد	14.42 فیصد	11.53 فیصد

ماخذ: اسٹیٹ بینک

دوسری ششماہی میں دیکھا گیا) یا وثیقہ جات میں بدلتی ہوئی عرصیتی ترجیح (مثلاً 2017ء میں پی آئی بیز سے ایم ٹی بیز کی طرف) سے سرمایہ کاری پر منافع (آر او آئی) کا انداز تغیر پذیر ہو جاتا ہے۔[123]

مستقبل میں بینکوں کا منافع کئی عوامل پر منحصر ہوگا....

مستقبل کی نفع یابی کا کئی عوامل پر انحصار ہوگا:

1. قرضوں کے بہاؤ، خصوصاً بلند یافت والے طویل مدتی قرضے، کی موجودہ رفتار کا برقرار رہنا بینکوں کی آمدنی کے لیے اہم ہے۔ یہ قابلِ ذکر ہے کہ مالکاری کے حجم میں حالیہ اضافے نے 2017ء میں خالص سودی آمدنی کو بڑھا دیا ہے (**شکل 3.1.7**)۔ پورے سال (کاسبی اثاثوں پر) اوسط یافت اور (سودی واجبات پر) اوسط لاگت کے مابین گرتے ہوئے تفاوت کے باوجود 2017ء کے دوران خالص سودی آمدنی میں 2.9 فیصد نمو ہوئی (2016ء میں 2.3 فیصد کمی آئی تھی)۔ سودی آمدنی میں قرضوں کا حصہ 2017ء میں بڑھ کر 43.1 فیصد ہو گیا جو 2016ء میں 40.4 فیصد تھا۔ اس کے برعکس 2017ء میں سرمایہ کاری کا حصہ کم ہو کر 53.6 فیصد رہ گیا جو 2016ء میں 56.2 فیصد تھا۔ چنانچہ قوزی و ساطتی پہلو سے آمدنی بڑھ رہی ہے جو مستقبل میں بینکوں کی آمدنی بڑھا سکتی ہے۔

122 نہایت بلند لیوراجیہ (leverage) سے قرض گیری کی لاگت اور اس لیے سودی اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ بالآخر اس سے خالص سودی آمدنی / سودی آمدنی کا تناسب اور پھر ایکویٹی پر منافع بھی گھٹ جاتا ہے۔

123 یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سرمایہ کاری سے سودی آمدنی کا جو حصہ دسمبر 2010ء میں 31.4 فیصد کی پستی پر تھا وہ جون 2016ء میں 58.3 فیصد پر آگیا (دسمبر 2017ء میں 53.6 فیصد)۔ اسی عرصے کے دوران جدولی بینکوں سے سرکاری قرض گیری 1018.9 ارب روپے سے بڑھ کر 5752.6 ارب روپے ہو گئی۔

2. ایکویٹی نرخوں کی بحالی سے بینکوں کی آمدنی میں دونوں طرح یعنی براہ راست (جیسے لسٹڈ ایکویٹیز کی ہولڈنگ) اور بالواسطہ انکشاف (بذریعہ ذیلی اے ایم سی وغیرہ) کے ذریعے اضافہ ہو سکتا ہے۔

3. جنوری اور مئی 2018ء میں زری پالیسی کی حالیہ سختی کے نتیجے میں خالص سودی آمدنی بڑھ سکتی ہے۔

4. ایک بڑے بینک کی جانب سے تصفیے کی ادائیگی کا غیر معمولی دھچکہ دوبارہ واقع نہیں ہو گا۔ یہ جرمانہ عائد ہونے کے بعد اس بینک کے اسٹاک کی قیمت میں تیزی سے کمی آئی تاہم تیزی سے بحال بھی ہو گئی۔ یہ بینکاری نظام پر اسٹیک ہولڈرز کا بھروسہ برقرار ہونے کی علامت ہے۔ مزید برآں، ملکی بینکوں کی سمندر پار برانچوں کو درپیش چیلنجوں کی محتاط نگرانی اور ان کو حل کیا جارہا ہے (**دیکھیے باکس 3.1.2**)۔

شکل 3.1.7

خالص سودی آمدنی کو 2017ء میں مثبت نمو ملی

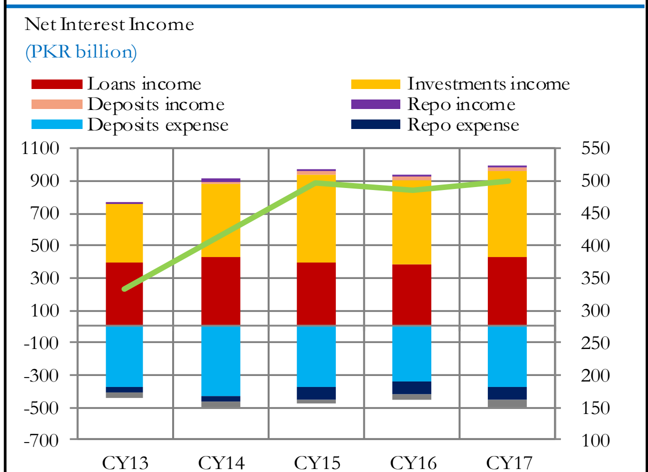

Source: SBP

نفع یابی وسیع البنیاد رہی جبکہ خسارے میں جانے والے ادارے صنعت میں ناقابلِ ذکر اثاثوں کے حامل ہیں ....

منافع کی بلحاظ بینک تقسیم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وسیع البنیاد رہی کیونکہ 29 بینکوں کو منافع ہوا جن کا صنعت میں اثاثوں کا حصہ 97.60 فیصد ہے (**شکل 3.1.8**)۔ جبکہ خسارے میں جانے والے (پانچ) بینکوں کا ان اثاثوں میں حصہ محض 2.40 فیصد ہے۔ نیز، تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے بیشتر بینک یا تو تعمیرِ نو کے عمل سے گزر رہے ہیں (یا حال ہی میں گزر چکے ہیں) یا پھر وہ نئے قائم ہونے والے بینک ہیں۔ جب تعمیرِ نو مکمل ہو جائے گی تو توقع ہے کہ یہ ادارے بھی بحیثیت مجموعی بینکاری شعبے کی نفع یابی میں معاون ہوں گے۔

شکل 3.1.8

منافع کی بینک وار تقسیم وسیع البنیاد رہی

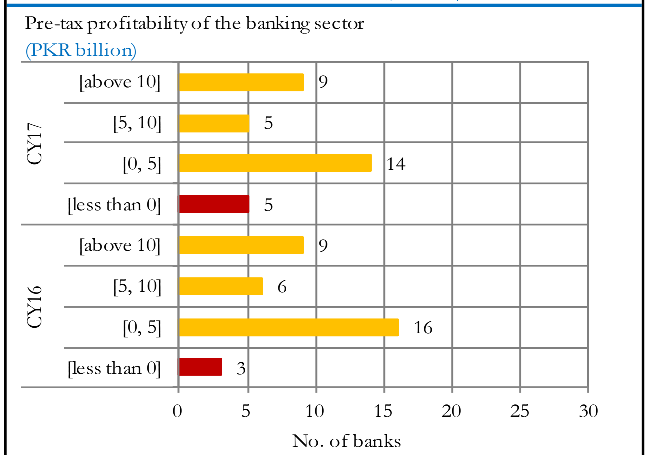

Source: SBP

کفایتِ سرمایہ (Solvency)

مالکاری سرگرمیوں میں اضافے کے باوجود شرح کفایتِ سرمایہ بلند رہی ....

شعبہ بینکاری کی شرحِ کفایتِ سرمایہ 2016ء کی 16.2 فیصد سے کم کر کے 2017ء میں 15.8 فیصد کر دی گئی (**شکل 3.1.9**)۔ 2017ء کے دوران شرحِ کفایتِ سرمایہ میں کمی کی واحد وجہ مالکاری کی سرگرمیاں بڑھنے کے سبب مجموعی بہ وزن خطر اثاثوں میں نسبتاً بلند نمو (11.7 فیصد) ہے (**شکل 3.1.10**)۔[124] اس کے باوجود موجودہ شرحِ کفایتِ سرمایہ کم از کم مطلوبہ ملکی سطح 11.275 فیصد اور کم از کم عالمی نشانیے 9.875 فیصد سے اب بھی خاصی بلند ہے۔[125]

[124] ایک بڑے بینک کی طرف سے تصفیے کی یکبارگی ادائیگی شامل کر کے دیکھیں (جیسا کہ پہلے بحث کی جا چکی) تو شرحِ کفایتِ سرمایہ بڑھ کر 16.05 فیصد ہو جائے گی۔

[125] https://www.bis.org/bcbs/basel3/basel3_phase_in_arrangements.pdf

مزید برآں، لیوراجیہ شرح 2016ء کی 5.1 فیصد سے معمولی کم ہو کر 2017ء میں 4.7 فیصد ہو گئی۔ یہ کم از کم مطلوبہ سطح 3.0 فیصد سے بلند ہے۔

شکل 3.1.9

بینکوں کی شرحِ کفایت سرمایہ نشانے سے خاصی بلند رہی

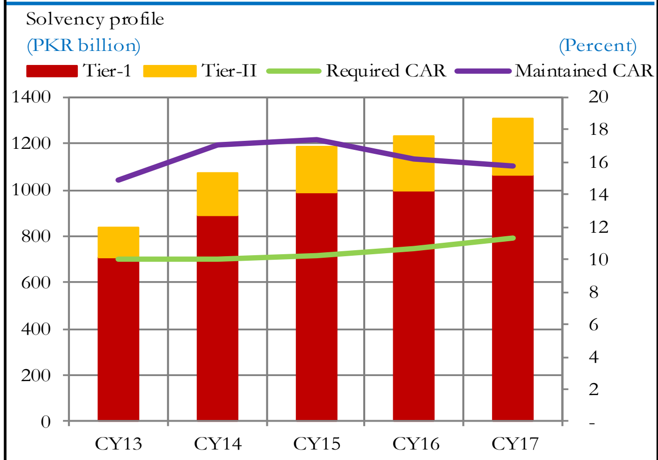

Source: SBP

شکل 3.1.10

خطرۂ قرض بحیثیت مجموعی پر حاوی ہے

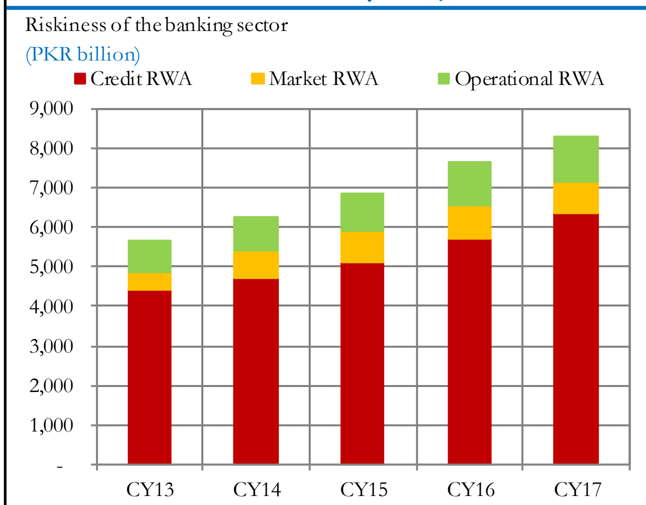

Source: SBP

اعلیٰ معیار کا سطح اول کا سرمایہ موزوں سرمائے میں غالب ہے ....

سطح اول کا سرمایہ 2017ء میں بڑھ گیا جبکہ سطح دوم کے سرمائے میں معمولی کمی آئی۔ اول الذکر بڑھنے کی وجہ بچت کردہ آمدنی میں اضافہ، چند بینکوں کی طرف سے سرمایہ حصص میں اضافہ اور مستقل قرضہ (جو کہ سطح اول کا اضافی سرمایہ ہے) کا ابھرنا ہے۔ مثبت امر یہ ہے کہ اہل سرمائے کا بیشتر حصہ سطح اول کے سرمائے پر مشتمل ہے، سطح اول کے سرمائے کی شرحِ کفایت سرمایہ 12.9 فیصد ہے۔ خسارہ جذب کرنے کی بیشتر گنجائش بلند معیار کے اس سرمائے میں ہے اور یہ پہلی دفاعی لکیر ہے۔

اس کے برعکس سطح دوم کا سرمایہ بلند شرحِ اعتراف اور میوچل فنڈز پورٹ فولیو کی آف لوڈنگ کے باوجود باز قدر پیمائی کے ذخائر میں کمی کی بنا پر معمولی سا کم ہوا۔[126]

اسٹیٹ بینک کی طرف سے سرمائے کے تقاضوں کے تحت بینکوں کو اپنی شرح کفایتِ سرمایہ مرحلہ وار بڑھانی ہے، اور 2019ء کے اختتام تک 12.5 فیصد تک لانی ہے۔ اس تناظر میں ممکن ہے کہ بینکوں کی جانب سے سرمائے میں کچھ اضافہ اس ضوابطی ذمہ داری کی تعمیل میں ہوا ہو (جدول 3.1.3)۔[127]

جدول 3.1.3

بینکوں کو 2019ء تک شرح کفایت سرمایہ مرحلہ وار بڑھانی ہے

تناسب	اختتام سال						31 دسمبر تک
	2013ء	2014ء	2015ء	2016ء	2017ء	2018ء	2019ء
	فیصد						
مشترک ایکویٹی سطح-اول	5.0	5.5	6.0	6.0	6.0	6.0	6.0
اضافی سطح-اول	1.5	1.5	1.5	1.5	1.5	1.5	1.5
سطح-اول	6.5	7.0	7.5	7.5	7.5	7.5	7.5
مجموعی سرمایہ	10.0	10.0	10.0	10.0	10.0	10.0	10.0
سرمائے کا بفر برائے تحفظ*			0.3	0.7	1.3	1.9	2.5
مجموعی سرمایہ جمع سرمائے کا بفر برائے تحفظ	**10.0**	**10.0**	**10.3**	**10.7**	**11.3**	**11.9**	**12.5**

* صرف مشترک ایکویٹی سطح-اول پر مشتمل

ماخذ: اسٹیٹ بینک

[126] بازل کے معیار سے باز قدر پیمائی ذخائر کا 45 فیصد سطح دوم کے سرمائے میں شمار کیا جاتا ہے۔ بقیہ 55 فیصد کے لیے سطح دوم کے سرمائے میں شمولیت کے لیے ایک recognition rate استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ریٹ 2016ء میں 60 فیصد تھا جو 2017ء میں بڑھا کر 80 فیصد کر دیا گیا (دیکھیے Q13: (http://www.sbp.org.pk/bprd/basel/FAQs-Basel-III.pdf

[127] بی پی آر ڈی کا سرکلر نمبر 06 برائے 2013ء (http://www.sbp.org.pk/bprd/2013/C6.htm)

بہ وزن خطرۂ قرض اثاثوں میں اضافہ حاوی رہا ....

مجموعی بہ وزن خطرہ اثاثوں میں بہ وزن خطرۂ قرض اثاثے (credit risk weighed asset)، جن کا حصہ 77 فیصد ہے، 2017ء میں 11.0 فیصد بڑھ گئے۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ قرضہ جزدان میں بیشتر کی بغیر ریٹنگ کے قرضہ اکتشاف کی بکٹ میں ہوا، جو 100 فیصد یا زائد خطرے کو راغب کرتا ہے۔ تاہم زائد شرحِ کفایتِ سرمایہ سے اضافی بہ وزن خطرۂ قرض اثاثوں کے لیے دستیاب کشن اب بھی فراہم ہوتا ہے (**جدول 3.1.4**)۔

جدول 3.1.4

2017ء کے دوران سرمائے کا محفوظ سہارا

	موجودہ	تمثیل	سہارا
	ارب روپے		
سرمایہ	1,305.5	1,305.5	-
بہ وزن خطرہ اثاثے	8,282.2	11,578.7	3,296.5
شرحِ کفایتِ سرمایہ	15.8 فیصد	11.3 فیصد	

ماخذ: بینک دولت پاکستان

حکومتِ پاکستان کی تمسکات کا پست دورانیہ منڈی کا خطرہ کم کر دیتا ہے ....

بہ وزن خطرۂ منڈی اثاثے، گذشتہ چند برسوں میں مسلسل اضافے کے بعد 2017ء میں 6.3 فیصد کم ہو گئے (**شکل 3.1.11**)۔ (منڈی سے متعلق) خطرہ شرحِ سود کے لیے سرمایہ چارج (capital charge) میں نمایاں کمی ہوئی۔ یہ دراصل دورانیے کی کمی کا نتیجہ تھا (یعنی خطرے کی حساسیت بانڈز سے) جس کا سبب یہ تھا کہ بینکوں نے سرمایہ کاری طویل مدتی پی آئی بیز سے قلیل مدتی ایم ٹی بیز کی طرف منتقل کر دی۔[128, 129]

اسی طرح ایکویٹی کے فہرستی وثیقہ جات کے لیے سرمایہ چارج بینکوں کا ایکویٹی اکتشاف نسبتاً کم ہونے سے پست ہوا، یہ 2017ء کے دوران ایکویٹی کے نرخوں میں تیزی سے کمی کا ایک نتیجہ تھا (**دیکھیے باب 2**)۔ دوسری جانب زرمبادلہ کے لیے سرمایہ چارج پاکستانی روپے کی قدر گرنے کی بنا پر بڑھ گیا۔

شکل 3.1.11

شرحِ سود کا خطرہ بازار کے خطرے کا اہم جز رہا

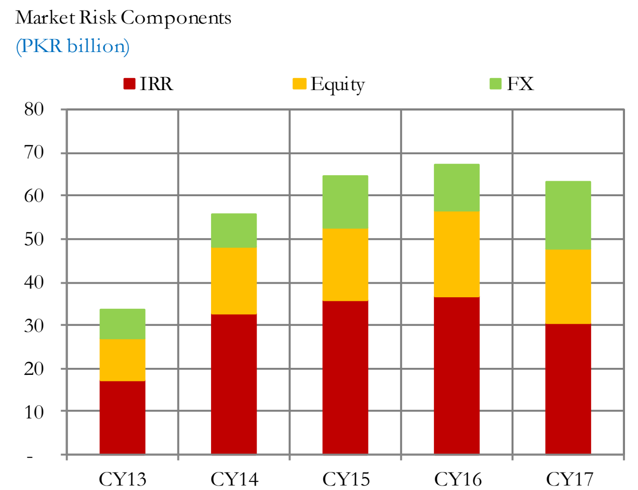

Source: SBP

شعبہ بینکاری کے بہ وزن آپریشنل خطرہ اثاثے بڑھ گئے ....

بہ وزن آپریشنل خطرہ اثاثے 2017ء کے دوران 6.80 فیصد بڑھ گئے۔ چونکہ بیشتر بینک اساسی اظہاریے کا طریقہ (بی آئی اے) استعمال کر رہے ہیں، آڈٹ شدہ اوسط آمدنی میں اضافے سے بہ وزن آپریشنل خطرہ اثاثے بڑھے۔

چونکہ بینک کئی طرح کے آپریشنل خطرات بشمول دھوکہ دہی، جعل سازی، قانونی چارہ جوئی، آئی ٹی سسٹم کا ناکارہ ہونا، بیرونی مسائل وغیرہ کی زد میں ہوتے ہیں اس لیے بہتر یہ ہے کہ آپریشنل خطرے کا جائزہ حقیقی طور پر ضائع ہونے والے ڈیٹا کو مدنظر رکھ کر لیا جائے۔ اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ آپریشنل خطرے کے بندوبست کا فریم ورک تیار کریں اور حقیقتاً خسارے کا ڈیٹا جمع کریں جسے بہ وزن آپریشنل خطرہ اثاثوں کے تخمینے کے لیے استعمال کیا جا سکے۔[130]

---

[128] بازل کے معیار سے پہلے سرمایہ چارج کا تخمینہ نکالا جاتا ہے اور پھر مجموعی سرمایہ چارج کو 12.5 سے ضرب دے کر بہ وزن خطرۂ منڈی اثاثوں میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔

[129] بازل کے معیار سے شرح سود کے خطرے کے دو اجزا ہیں یعنی (i) اجرا کنندہ کے لحاظ سے خطرہ، اور (ii) منڈی سے متعلق عمومی خطرہ۔ وثیقہ جات کا دورانیہ زیادہ طویل ہو تو وہ منڈی سے متعلق شرح سود کے عمومی خطرے کے لیے زیادہ بلند سرمایہ چارج لیتے ہیں، اس کی وجہ دورانیہ زیادہ ہونا وثیقے کی شرحِ سود کے خطرے کی حساسیت ہے۔

[130] بی پی آر ڈی کا سرکلر نمبر 04 برائے 2014ء
http://www.sbp.org.pk/bprd/2014/C4.htm

بیشتر بینکوں کی شرحِ کفایتِ سرمایہ کم از کم تقاضوں سے خاصی بلند ہے ....

شرحِ کفایتِ سرمایہ کی بلحاظ بینک تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ بیشتر بینکوں کی شرحِ کفایتِ سرمایہ مطلوبہ سطح سے زائد ہے (**جدول 3.1.5**)۔ شرحِ کفایتِ سرمایہ کی تعمیل نہ کرنے والے بینکوں کی تعداد 2017ء میں چار رہی۔ صنعت بینکاری میں ان چار بینکوں کے اثاثے ناقابلِ ذکر 2.0 فیصد ہیں۔ اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک دباؤ کی جانچ جیسے طریقے استعمال کر کے بینکاری شعبے کے سرمائے کے رجحان کی مسلسل اور فعال طریقے سے نگرانی کرتا ہے (**دیکھیے باب 7**)۔ اس کے علاوہ بینکوں کو یاددہانی کرائی جاتی رہتی ہے کہ وہ اپنا سرمایہ بڑھانے کے منصوبوں پر بروقت عمل درآمد کریں۔

جدول 3.1.5

بینکوں کی تقسیم بلحاظ شرح کفایت سرمایہ

	2012ء	2013ء	2014ء	2015ء	2016ء	2017ء
مطلوبہ سطح سے کم شرحِ کفایت سرمایہ	5	5	3	3	4	4
مطلوبہ 15 فیصد سے کم شرحِ کفایت سرمایہ	9	12	12	13	13	11
15 فیصد سے زائد	24	21	22	19	17	18
مجموعہ	38	38	37	35	34	34

ماخذ: بینک دولت پاکستان

سیالیت

سرکاری تمسکات میں سرمایہ لگانے کی بنا پر بینکوں نے اپنے پاس مضبوط رقمی سیالیت برقرار رکھی ہے جس میں 2017ء کے دوران 18.5 فیصد کا اضافہ ہوا (**شکل 3.1.12**)۔ مزید برآں، ان تمسکات کا بیشتر حصہ دستیاب برائے فروخت اور محفوظ برائے تجارت کے زمروں میں رکھا گیا ہے جو کسی بھی وقت سیالیت کا حصول یقینی بناتا ہے۔ مضبوط سیالیت اس بات کی علامت ہے کہ بینک مختلف اقسام کی تمسکات کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں (بشمول امانتیں) پورے کرنے کے قابل ہیں۔

سیالیت کے اظہاریے مزید بہتر ہوئے....

اثاثوں میں نمایاں اضافے کے باوجود مجموعی اثاثوں میں سیال اثاثوں کا تناسب 2017ء کے دوران مزید بہتر ہو کر 54.0 فیصد ہو گیا (2016ء میں 53.7 فیصد)۔ دسمبر 2017ء کے

شکل 3.1.12

بلند معیار کے سیال اثاثے عمدہ انتظامِ سیالیت کو یقینی بناتے ہیں

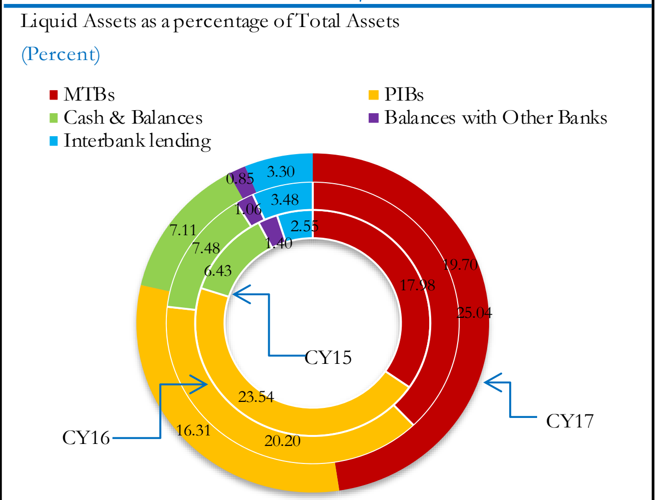

Source: SBP

اختتام پر بینکوں نے طلبی و میعادی واجبات میں سیال اثاثوں کا تناسب 53.8 فیصد پر برقرار رکھا ہوا ہے (2017ء کے دوران سالانہ اوسط 47.5 فیصد) جو (طلبی واجبات پر) بالترتیب 19 فیصد اور 5 فیصد مطلوبہ لازمی شرحِ سیالیت اور مطلوبہ نقد محفوظ سے خاصی زائد ہے (**شکل 3.1.13**)۔[131]

شکل 3.1.13

بینکوں کے پاس اضافی سیالیت موجود رہی

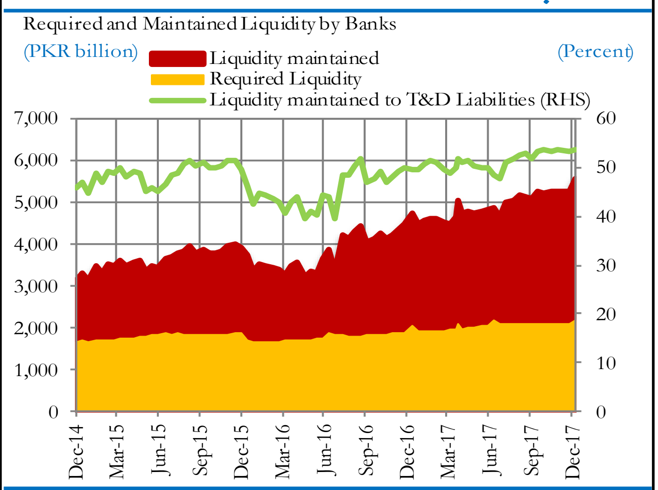

Source: SBP

[131] میعادی واجبات لازمی شرحِ سیالیت اور شرحِ کفایتِ سرمایہ کے تقاضوں سے مستثنیٰ ہیں۔

اگرچہ سیال اثاثوں اور قلیل مدتی واجبات کا تناسب 2017ء میں مالی قرض گیریوں کی بھاری مقدار کی بنا پر کچھ کم ہوا ہے تاہم یہ اب بھی 100 فیصد سے زائد ہے (**شکل 3.1.14**)۔ سیالیت کے تمام اظہاریے "قرضوں اور امانتوں" کا تناسب (قرضوں کو کم سیال اثاثے سمجھا جاتا ہے) بڑھنے کے باوجود مضبوط ہیں۔

شکل 3.1.14

سیالیت کے اظہاریے مستحکم رہے

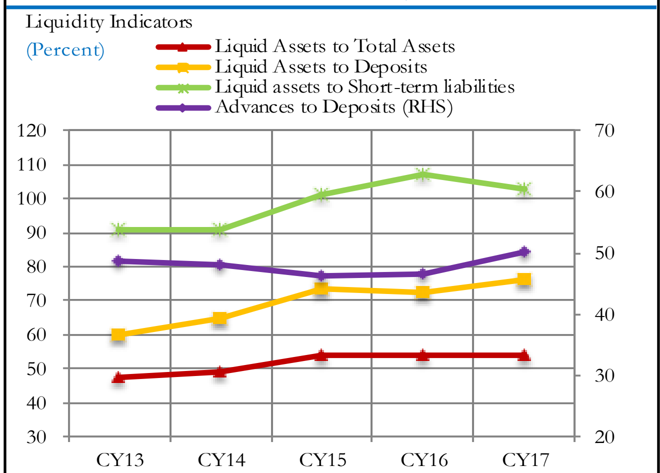

Source: SBP

گزشتہ چند برسوں سے بینکوں نے بھاری رقوم میعادی مالکاری (جو کہ معینہ سرمایہ کاری قرضے ہیں) میں رکھی ہیں جبکہ معینہ امانتوں کا (مجموعی امانتوں میں) تناسب سکڑ گیا ہے۔

میعادی قرضوں کا جو تناسب 2013ء میں 24.1 فیصد تھا (مجموعی ملکی قرضوں میں) وہ 2017ء میں بڑھ کر 34.1 فیصد ہو گیا۔ دوسری جانب معینہ امانتوں کا جو تناسب 2013ء میں 26.7 فیصد تھا وہ 2017ء میں 21.8 فیصد رہ گیا ہے۔ اس تناظر میں عرصیت کی عدم مطابقت کا خطرہ ابھرتا دکھائی دے رہا ہے۔

تاہم اس خطرے سے حفاظت بظاہر دو لحاظ سے نظر آتی ہے۔ اول، بینک سیال سرکاری تمسکات سے مالا مال ہیں جو ہر وقت کے لیے حقیقتاً فوری اور قابلِ بھروسہ سیال معاونت فراہم کرتی ہے۔ دوم، رویہ جاتی عرصیت (behavioral maturity) کے رجحان سے پتہ چلتا ہے کہ بیشتر امانتیں ایک سال سے زائد کی عرصیت کے زمرے میں آتی ہیں جن میں پانچ سال سے زائد عرصیت میں رکھا گیا نمایاں حصہ بھی شامل ہے (**شکل 3.1.15**)۔

شکل 3.1.15

طویل عرصیت والی امانتوں نے بینکوں کو سیالیت کے ممکنہ خطرات سے محفوظ رکھا

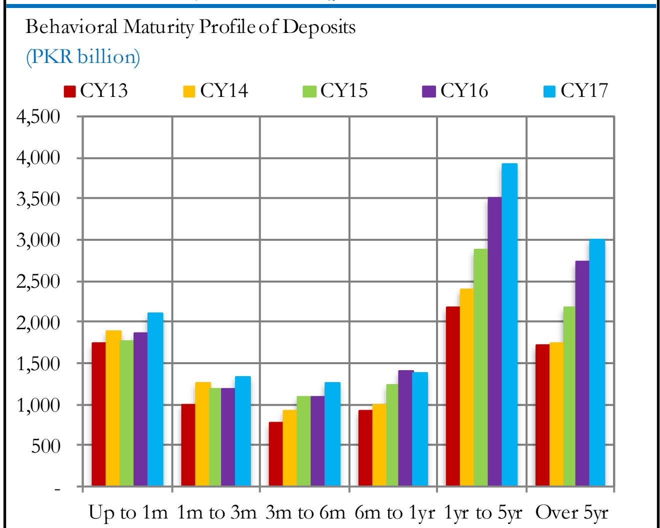

Source: SBP

قرض گیری

قرض گیری بڑھی، تاہم اب بھی واجبات کے چھوٹے سے حصے کا احاطہ کرتی ہے ....

اثاثوں کے مقابلے میں امانتوں میں غیر متساوی نمو کے پس منظر میں 2017ء کے دوران قرض گیری میں اضافہ ہوا۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ 2017ء کے دوران امانتوں کی نمو 10.3 فیصد رہ گئی جبکہ 2016ء میں 13.56 فیصد تھی، 2012ء تا 2016ء پانچ سالہ نمو بھی 13.61 فیصد رہی تھی۔

نفع بخش اندرونی امانتوں کی نمو میں کمی اور بعض بینکوں کی جانب سے بیرون ملک منڈی میں اپنے آپریشنز کم کرنے کے باعث امانتوں میں پست نمو واقع ہوئی۔[132] چنانچہ امانتوں کی طرف سے معاونت کم ہونے پر بینکوں نے سیالیت کی مطلوبہ ضروریات پوری کرنے کے لیے متبادل ذریعے کے طور پر قرض گیری پر بھاری انحصار (نمو 60.9 فیصد) کیا۔ بینکوں کی ہفتہ وار اوسط واجب الادا قرض گیری 2017ء کے دوران 2.9 ٹریلین روپے رہی جو 2016ء کے اعداد 2.2 ٹریلین روپے سے زائد ہے۔ اسٹیٹ بینک سے ریپو قرض گیری کے سوا، بینکوں میں طلبیدہ (call) اور ریپو قرض گیریاں بھی بڑھ گئیں (**شکل 3.1.16**)۔

132 دیکھیے 'شعبہ بینکاری کی سہ ماہی کارکردگی کا جائزہ' (اکتوبر تا دسمبر، 2017ء)۔

شکل 3.1.16

تمام زمروں میں بینکوں سے قرض گیری بڑھی

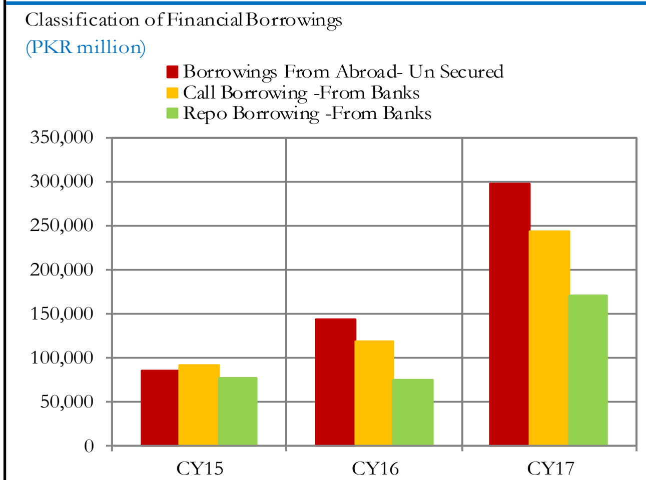

Source: SBP

تاہم 2017ء میں قرض گیری میں اضافہ کسی فوری تشویش کا باعث نہیں کیونکہ مجموعی قرض گیری مجموعی واجبات میں اب بھی ایک چھوٹے حصے پر مشتمل ہے، جبکہ بینکوں کی یہ استعداد برقرار ہے کہ وہ قوزی ذرائع سے یعنی امانتوں سے رقوم اکٹھا کر سکیں (**شکل 3.1.17**)۔ جبکہ، اگر قرض گیری کا یہ سلسلہ جاری رہا تو مالی استحکام کو خطرہ بڑھ جائے گا۔

شکل 3.1.17

رقوم کے حصول کا اہم ذریعہ امانتیں ہیں

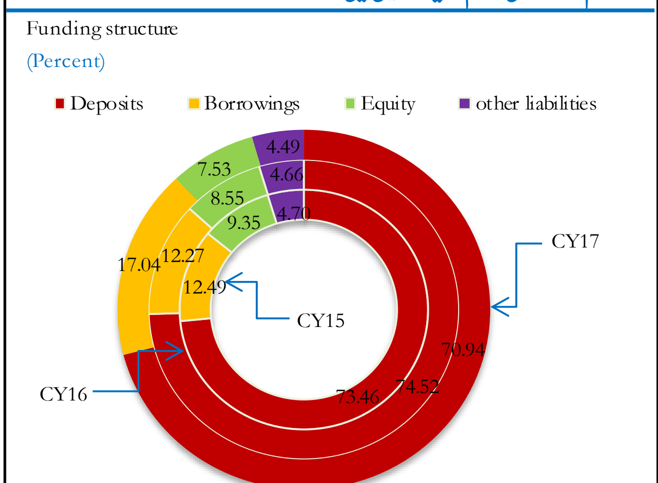

Source: SBP

باہمی ارتباط

شعبہ بینکاری میں باہمی ارتباط بلند سطح پر رہا ہے جس کی بنیادی وجہ بین البینک لین دین کا بلند حجم (یعنی قرض گاری، قرض گیری اور رقوم کا اختصاص [fund placements] ہے)۔ تاہم بین البینک لین دین کا مجموعی طور پر بلند حجم بھی، قرض گیری کی طرح، مجموعی اثاثوں یا واجبات کا محض ایک چھوٹا حصہ ہے جو نا قابلِ ذکر متعدی خطرے کی عکاسی کرتا ہے۔

سرکاری شعبے کا انکشاف

بینکوں کی بیلنس شیٹ پر سرکاری شعبے کا انکشاف معمولی سا بڑھ گیا جس کا سبب سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری کا بلند حجم اور سرکاری شعبے کے اداروں کو براہ راست قرضے ہیں۔ اگرچہ سرکاری شعبے کا انکشاف ایک محدود خطرے کا حامل ہے (اور وہ بھی صرف سرکاری شعبے کے اداروں کے لیے)، دیگر خطرات بھی موجود ہیں بشمول منڈی کا خطرہ (خصوصاً طویل مدتی وثیقہ جات پر)، سرکاری قرض گیری کی ترجیحات میں تبدیلی (جیسا کہ پہلے بحث کی جاچکی) وغیرہ۔

منظرنامے میں بینکاری شعبے کے لیے ملی جلی توقعات ہیں ....

نجی شعبے کو قرضوں کا بہاؤ معیشت میں طلب و رسد کی صورتِ حال پر منحصر ہے۔ اگر معیشت کی نمو کی رفتار برقرار رہے، توانائی کی دستیابی بہتر ہو، پاکستانی روپے کی قدر گرنے کی بنا پر اور عالمی طلب کے امکانات بہتر ہونے سے برآمدات بڑھیں، اور معاون پالیسی اقدامات برقرار رہیں تو نجی شعبے کو قرضے بڑھ سکتے ہیں۔ تاہم قرض گیری کی لاگت میں اضافہ، آئندہ عام انتخابات سے منسلک غیر یقینی کیفیت، بیرونی شعبے کی زد پذیری اور عالمی مالی حالات کی بتدریج سختی سرمایہ کاری کو محدود کر سکتی ہے۔

قرضوں کی نمو کو مستحکم بنانے کے لیے بنیادی شرط امانتوں کی نمو کی اپنے طویل مدتی رجحان پر بحالی ہے۔ آمدنی کی سطح کے ساتھ ساتھ کئی عوامل پر اس کا انحصار ہے، جیسے امانتوں پر منافع، لین دین کے اخراجات بشمول ٹیکس، متبادل ذرائع پر منافع اور نقد رقم کے لیے عوام کی ترجیح۔

اثاثوں کا معیار اطمینان بخش رہنے کا امکان ہے۔ تاہم شرحِ سود میں حالیہ اضافے کے پیشِ نظر بینکوں کو اپنے خطرۂ قرض سے نمٹنے کے لیے محتاط رہنے کی ضرورت ہوگی۔

شعبہ بینکاری کی آمدنی قرضوں میں نمو کے علاوہ سرکاری قرض گیری کے رجحان اور ادارہ جاتی ترجیح پر منحصر ہے، اس کے ساتھ ساتھ بعض بینکوں کو قانونی چیلنج بھی درپیش ہیں۔[133] نیز، شرحِ سود میں حالیہ اضافے کے نتیجے میں تمسکات کی فروخت پر منافع پست ہو سکتا ہے۔ بہ وزن خطرۂ قرض اثاثوں میں ممکنہ اضافے اور باز قدر پیمائی ذخائر (revaluation reserves) میں اعتدال کے باعث شرحِ کفایت سرمایہ میں کچھ ردوبدل آ سکتا ہے۔ تاہم یہ کم از کم مجوزہ سطح سے خاصا بلند رہنے کی توقع ہے۔

اگلے برسوں میں شعبہ بینکاری پر ممکنہ طور پر اثر انداز ہونے والا ایک اور اہم عنصر پاکستان کی ایف اے ٹی ایف کی گرے لسٹ میں شمولیت ہے۔ اگرچہ انسداد منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی مدد کی روک تھام کا مؤثر نظام ملک میں موجود ہے، بین الاقوامی تقاضے پورے کرنے کے لیے اسے مزید مستحکم بنایا جا رہا ہے (**دیکھیے باکس 3.1.3**)۔

133 بعض بڑے بینکوں کو پنشن کے دعووں کی بنا پر خاصی معقول ادائیگیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جنہیں 31 مارچ 2018ء تک ان کے مالی حسابات میں درج کیا گیا ہے۔

باکس 3.1.1: صارفی قرضوں میں نمو کے مسائل اور اسٹیٹ بینک کے اقدامات

پاکستان میں صارفی قرضہ بازارِ قرضہ کے نظر انداز زمروں میں سے ایک ہے۔ اس میں مستقل مزاجی سے نمو ہو سکی ہے نہ یہ کسی قسم کی پختگی حاصل کر سکا ہے حالانکہ اس میں 2003ء سے 2007ء تک کے عرصے میں غیر معمولی نمو دیکھی گئی تھی۔ حالیہ برسوں میں صارفی قرضے میں نمو خاصی بڑی رہی ہے تاہم اضافی صارفین کو قرضے کافی کم (moderate) معلوم ہوتے ہیں۔[134]

مزید برآں، پاکستان کی جی ڈی پی میں صارفی قرضے کا تناسب دیگر ابھرتے ہوئے ملکوں کے مقابلے میں کافی کم ہے (**جدول 1**)۔ ایک سبب کمزور رہن مالکاری ہے جو مجموعی صارفی قرضے کا صرف 17.83 فیصد بنتا ہے۔ یہ معاملہ دوسرے ابھرتے ہوئے اُن ملکوں سے یکسر مختلف ہے جہاں صارفی قرضے میں رہن مالکاری کا تناسب تقریباً 50 فیصد ہوتا ہے۔[135]

جدول 1

صارفی مالکاری جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر – بین الممالک موازنہ

ملک	مالی سال 14ء	مالی سال 15ء	مالی سال 16ء	مالی سال 17ء
	فیصد			
پاکستان	1.15	1.17	1.20	1.29
بھارت	7.71	8.05	8.72	9.86
انڈونیشیا	38.43	38.53	38.60	39.20
ملائشیا	34.05	35.16	35.11	33.69
میکسیکو	2.99	3.10	3.31	3.34
فلپائن	7.14	7.96	8.78	9.44
تھائی لینڈ	28.12	29.05	29.11	28.78

ماخذ: بینک دولت پاکستان اور ہیور اینالیٹکس

اس کے نتیجے میں، استحکام کے تناظر میں دیکھا جائے تو صارفی قرضے دوسرے ملکوں کے برعکس پاکستان کی معیشت کو فی الحال کسی خطرے کا باعث نہیں بن سکتے۔ اسٹیٹ بینک نے رہن مالکاری کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل کیا ہے کیونکہ اقتصادی نمو میں اس کی اہمیت مسلّم ہے اور استحکام کے لیے خطرہ اس کی طرف سے محدود ہے۔

گذشتہ چند سال سے صارفی قرضے میں نمو ہونے لگی ہے، 2013ء سے 2017ء کے دوران جس کی اوسط سالانہ نمو 12.47 فیصد رہی ہے، خصوصاً 2017ء میں صارفی قرضے کی نمو 20.62 فیصد (سال بسال) رہی جو 2007ء سے اب تک کی بلند ترین نمو ہے۔ اس نمو میں زیادہ حصہ گاڑیوں کے لیے قرضوں میں نمو (34.61 فیصد) سے ملا ہے جس کے بعد رہن قرضوں (29.82 فیصد) کی باری آتی ہے۔ گاڑیوں کے لیے قرضوں کی محفوظ نوعیت کے علاوہ جو چیز حالیہ برسوں میں گاڑیوں کی صنعت میں بینکوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کا سبب ہے وہ گاڑیوں کی طلب میں ہونے والا اضافہ ہے۔[136]

جدول 2

صارفی مالکاری کی زمرہ وار تقسیم

	2013ء	2014ء	2015ء	2016ء	2017ء
	واجب الادا ارب روپے				
کریڈٹ کارڈز	21.4	22.8	24.7	28.3	34.2
گاڑیوں کے قرضے	55.8	70.9	95.1	125.9	169.5
صارفی پائیدار اشیا	0.2	0.3	0.3	0.3	0.7
رہن قرضے	53.1	52.3	54.4	61.6	80.0
دیگر ذاتی قرضے	142.6	147.7	161.1	155.7	164.1
صارفی مالکاری	273.2	294.0	335.6	371.8	448.5
مجموعی قرضے	4,505.5	4,930.0	5,330.1	6,013.1	7,029.4
صارفی مالکاری بطور مجموعی قرضوں کا فیصد	6.06	5.96	6.30	6.18	6.38

ماخذ: بینک دولت پاکستان

پست شرح سود کے حالات نے بینکوں کو منافع کی تلاش میں صارفی قرضے بڑھانے کی ترغیب دی۔ نرم زری پالیسی کے حالیہ دور میں بینکوں نے اپنی سودی آمدنی برقرار رکھنے کے لیے زیادہ خطرہ مول لینا گوارا کیا۔[137] نیز، قرض گیروں کی قرضہ لوٹانے کی استعداد بڑھنے (جسے پست شرح سود سے ترغیب ملی) کے نتیجے میں بھی صارفی قرضے کی طلب میں اضافہ ہوا۔ چنانچہ صارفی قرضہ بڑھنے سے متعدی تناسب بھی کم ہوا جو 2016ء میں 8.11 فیصد تھا اور 2017ء میں 6.21 فیصد تک آ گیا۔ خطرۂ قرض کم ہونے سے بینکوں کو مزید تقویت ملی کہ وہ صارفی قرضے میں اپنا انکشاف بڑھائیں۔

صارفی قرضے میں حالیہ اضافے کے باوجود بینکوں کو بہت سی رکاوٹوں کا اب بھی سامنا ہے۔ چونکہ صارف کی آمدنی کم ہے اس لیے تنخواہ دار طبقے کے ایک محدود حلقے کے سوا بینک کسی اور کو صارفی قرضے جاری نہیں کر سکتے۔

اس کے علاوہ مکاناتی صنعت میں ساختی مسائل بھی پاکستان میں رہن قرضوں کی ممکنہ نمو کی راہ میں حائل ہیں۔ بینکوں کو جو عوامل رہن مالکاری میں جانے سے روکتے ہیں وہ ضبطی کے کمزور ضوابط، طویل عدالتی طریقہ کار اور دستاویزات کا فرسودہ طریقہ کار یعنی آٹومیشن کا فقدان ہیں۔ نیز، رئیل اسٹیٹ کی موجودہ قیمتیں اور موجودہ

---

134 صارفی قرضہ لینے والوں کی تعداد 2014ء سے 2017ء تک کے عرصے میں اوسطاً 2.88 فیصد بڑھی ہے جبکہ اس عرصے میں صارفی قرضے کی مالیت میں 13.30 فیصد اضافہ ہوا۔

135 تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ رہن قرضے منہا کرنے سے بھارت، ملائشیا، فلپائن اور ترکی میں مجموعی صارفی قرضے تقریباً نصف رہ گئے۔

136 پاکستان آٹوموٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن (پی اے ایم اے) کے شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق تیار کی گئی گاڑیوں کی مجموعی تعداد 2017ء میں 19.04 فیصد اضافہ ہوا (2016ء میں یہ اضافہ 39.97 فیصد تھا)، جبکہ فروخت ہونے والی گاڑیوں میں 19.05 فیصد اضافہ ہوا (2016ء میں 40.67 فیصد ہوا تھا)۔

137 شعبہ بینکاری کا تفاوت 2017ء میں کم ہو کر 2.18 فیصد رہ گیا جو 2016ء میں 2.52 فیصد تھا۔

رہن مصنوعات کی ناموزوں شرائط وضوابط کی بنا پر بھی صرف وہ لوگ رہن مالکاری کی استطاعت رکھتے ہیں جن کے پاس دولت کی افراط ہو۔[138]

صارفی قرضے کے حوالے سے مذکورہ بالا مسائل کی روشنی میں اسٹیٹ بینک اپنے دائرۂ کار میں، پاکستان میں صارفی قرضے کی سہولت دینے کے لیے فعال کردار ادا کر رہا ہے۔

1۔ اسٹیٹ بینک نے عالمی بینک کے تعاون سے 2017ء میں پاکستان مارگیج ری فنانس کمپنی (پی ایم آر سی) قائم کی تاکہ ملک میں مکاناتی قرضوں تک رسائی بہتر بنائی جائے۔ پی ایم آر سی کا کام یہ ہے کہ اس مارکیٹ کی موجودہ ناکامیوں پر قابو پانے کے علاوہ معینہ شرح کے رہن قرضوں اور طویل عرصیت والے قرضوں کی حوصلہ افزائی کرے تاکہ نچلے متوسط اور متوسط طبقے کے گھرانوں کو رہن قرضوں تک رسائی ملے۔

2۔ اسٹیٹ بینک نے قرضہ برائے مکان کے محتاطیہ ضوابط (Prudential Regulations) پر نظر ثانی کی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اضافی مکاناتی قرضے کی حد بڑھائی جائے اور جائیداد اور املاک کی باز قدر پیمائی (revaluation) کی تعداد پر عائد حد کو ختم کیا جائے۔[139]

3۔ بازل سرمایہ فریم ورک کے تحت خردہ جزدان (بشمول صارفی قرضہ) کی ضوابطی حد بڑھا دی گئی ہے، پہلے یہ 75.0 ملین روپے تھی اور اب 125.0 ملین روپے کر دی گئی ہے۔ اس پیش رفت سے امید ہے کہ خردہ شعبوں کے ساتھ ساتھ ایس ایم ایز کو قرضوں میں نمو کو سہارا ملے گا۔[140]

4۔ اسٹیٹ بینک نے صارف کی شکایات پر بھی توجہ دی ہے تاکہ مالی نظام پر صارف کا اعتماد برقرار رکھا جاسکے۔ اس مقصد کے لیے اسٹیٹ بینک نے صارف کی شکایات سے نمٹنے کا طریقہ کار مرتب کیا ہے اور بینک صارفین کے لیے ایک ہیلپ لائن مخصوص کی ہے۔[141، 142]

5۔ اسٹیٹ بینک نے بہترین عالمی روایات کے مطابق دو چیزیں بھی تیار کی ہیں: پراڈکٹ کی تفصیلات بتانے کے تقاضے (Product Disclosure Requirements) اور بینک صارف کی حیثیت سے اپنے حقوق اور ذمہ داریاں جانیں ('Know Your Rights and Responsibilities as a Banks' Consumer)۔[143، 144] اس طرح صارفین کو متنوّع اور پیچیدہ مالی پراڈکٹس کے بارے میں باخبر ہو کر فیصلے کرنے میں مدد ملے گی۔

6۔ اسٹیٹ بینک نے پاکستان بینکس ایسوسی ایشن (پی بی اے) کے اشتراک سے الیکٹرانک کریڈٹ انفارمیشن بیورو (ای سی آئی بی) بنایا۔ اسٹیٹ بینک ہر قرض گیر کی ماہانہ معلومات جمع کرکے مرتب کرتا ہے، کوئی بھی بینک درخواست کرکے اس مواد تک رسائی لے سکتا ہے۔ اس سے قرض گیروں کی متعلقہ ساکھ کا جائزہ لینا آسان ہوتا ہے۔

---

138 عالمی بینک: پاکستان ہاؤسنگ فنانس پروجیکٹ (P162095):
http://documents.worldbank.org/curated/en/277261492752441488/pdf/ITM00184-P162095-04-21-2017-1492752439147.pdf

139 آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 3 برائے 2017ء

140 بی پی آر ڈی سرکلر نمبر 08 برائے 2017ء

141 بی سی اینڈ سی پی ڈی سرکلر نمبر 01 برائے 2016ء

142 بی سی اینڈ سی پی ڈی سرکلر نمبر 04 برائے 2017ء

143 بی سی اینڈ سی پی ڈی سرکلر نمبر 02 برائے 2016ء

144 بی سی اینڈ سی پی ڈی سرکلر نمبر 01 برائے 2017ء

باکس3.1.2:2017ء میں بینکوں کے سمندر پار آپریشنز کا تجزیہ

بینک عام طور پر جو مالی خدمات فراہم کرتے ہیں وہ ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک پھیلی ہوتی ہیں جس کے لیے غیر ملکی برانچیں، ذیلی ادارے، نمائندہ دفاتر وغیرہ ان کے کام آتے ہیں۔ ان سرگرمیوں سے بینکوں کو تجارتی سہولت ملنے کے علاوہ چند مزید فوائد بھی حاصل ہو جاتے ہیں مثلاً تنوّع (جغرافیائی، بلحاظ مالی مصنوعات یا مختلف کرنسیوں کے ذریعے، وغیرہ)، ٹیکنالوجی کی منتقلی، انسانی وسائل میں سرمایہ کاری، وسیع مارکیٹ کے ساتھ بزنس میں توسیع وغیرہ۔

پاکستان کا شعبہ بینکاری بھی دنیا کے مختلف علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ 31 دسمبر 2017ء تک 9 ملکی بینک 117 برانچوں، 17 نمائندہ دفاتر اور آٹھ ذیلی اداروں کے ساتھ 36 مختلف ملکوں میں کام کر رہے ہیں جس میں پاکستان کا ایکسپورٹ پراسیسنگ زون بھی شامل ہے۔ زیادہ بڑی موجودگی کے اعتبار سے بنگلہ دیش اور متحدہ عرب امارات (ہر ملک میں 18) کے بعد بحرین اور سری لنکا (ہر ملک میں 13) کی باری آتی ہے۔

بینکوں کے یہ غیر ملکی آپریشنز عموماً بہت سے خطرات سے دوچار ہوتے ہیں جن میں میزبان ملکوں کے قوانین و ضوابط کی عدم پابندی کے ساتھ ساتھ ان کے بدلتے ہوئے مالی و معاشی حالات بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ قانونی مسائل بھی کافی دباؤ پیدا کر سکتے ہیں۔ ایسے خطرات اگر حقیقت بن جائیں تو بینکوں کو مالی نقصانات کے ساتھ ساتھ ساکھ کے نقصان کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

ملکی بینکوں کی غیر ملکی برانچیں اگرچہ خاصی عمدگی کے ساتھ کام کر رہی ہیں، تاہم انہیں کچھ عرصے سے چند بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ایک بڑے ملکی بینک کی طرف سے 2017ء میں یکبارگی تصفیے کی ادائیگی سے اس کے خالص حسابات پر کافی اثر پڑا۔

اس تناظر میں سمندر پار آپریشنز کی کارکردگی اور اصابت کا، خاص طور پر خسارہ برداشت کرنے کی ان کی صلاحیت کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

مجموعی مالیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھرتے ہوئے چیلنجوں کے جواب میں چند بینکوں کی طرف سے اپنے آپریشنز میں کمی لانے سے 2017ء کے دوران سمندر پار برانچوں کے اثاثے معمولی سے یعنی 3.99 فیصد سکڑ گئے (پانچ سال کی اوسط نمو 8.15 فیصد) (**جدول 1**)۔ تاہم دسمبر 2017ء کے اختتام پر شعبہ بینکاری کے بحیثیت مجموعی اثاثوں میں سمندر پار آپریشنز کا تناسب اب بھی 4.49 فیصد ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سمندر پار برانچیں ملکی برانچوں کے مقابلے میں مالی وساطت کا نسبتاً بہتر کردار ادا کر رہی ہیں کیونکہ ان کے قرضوں اور امانتوں کا باہمی تناسب 78.1 فیصد ہے۔ 2017ء کے دوران مجموعی قرضے معمولی سے اضافے کے ساتھ 463.7 ارب روپے ہو گئے جو 2016ء میں 458.4 ارب روپے تھے۔ بیشتر قرضے مالی شعبے، گاڑیوں اور ذرائع نقل و حمل کے ساتھ انفرادی صارف کو جاری کیے گئے۔

اس کے برعکس اسی عرصے کے دوران سرمایہ کاری 14.5 فیصد گر گئی کیونکہ وفاقی حکومت کی تمسکات کے علاوہ بانڈز / ٹی ایف سی وغیرہ سے اخراجِ سرمایہ عمل میں آیا۔

اثاثوں کی طرح امانتوں میں بھی 2017ء کے دوران تخفیف ہوئی اور وہ (دراصل غیر منافع بخش جاری امانتوں کی بنا پر) 234.2 ارب روپے رہ گئیں جبکہ 2016ء میں وہ 273.8 ارب روپے تھیں۔

جدول 1

بینکوں کی بیرونِ ملک برانچوں کی مجموعی صورتِ حال

کلیدی متغیر	2015ء	2016ء	2017ء
اثاثے	883.6	867.0	832.3
مجموعی قرضے	421.3	458.4	463.7
سرمایہ کاریاں	228.8	73.8	234.2
امانتیں	641.0	626.4	594.0
منافع قبل از ٹیکس (تاحال)	9.4	10.5	5.3
منافع بعد از ٹیکس (تاحال)	8.3	8.6	5.9
غیر فعال قرضے	62.1	66.0	78.3
تموین	40.2	60.0	68.5
خالص غیر فعال قرضے	21.9	5.9	9.8
مالی اصابت کے اظہاریے			
اثاثوں اور امانتوں کی شرح	59.50	73.19	78.07
مجموعی قرضوں میں غیر فعال قرضوں کا تناسب	14.70	14.39	16.88
خالص قرضوں میں خالص غیر فعال قرضوں کا تناسب	5.70	1.48	2.47
اثاثوں پر منافع	1.10	1.00	0.70

ماخذ: بینک دولت پاکستان

غیر ملکی آپریشنز کے اثاثوں کا معیار بھی کچھ کم ہوا جس کا سبب 2017ء میں مطلق غیر فعال قرضوں میں اضافہ تھا جو بڑھ کر 12.3 ارب روپے ہو گئے جبکہ متعدی تناسب 16.88 فیصد ہو گیا۔ تاہم بیشتر ناقص قرضوں کی تموین ہو چکی ہے اور خالص قرضوں میں خالص غیر فعال قرضوں کا تناسب 2.5 فیصد ہے۔ مزید یہ کہ تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ غیر فعال قرضے وسیع البنیاد نہیں ہیں، اور بیشتر بینکوں کا متعدی تناسب قابلِ نظر انداز ہے۔

سمندر پار بینک برانچوں کی نفع یابی 2017ء میں اتنی حوصلہ افزا نہیں رہی، قبل از ٹیکس منافع کم ہو کر 5.3 ارب روپے رہ گیا جو 2016ء میں 10.5 ارب روپے تھا۔ اس کا سبب 2017ء میں بڑھتی ہوئی تموین اور انتظامی اخراجات میں اضافہ تھا۔ اسی طرح اثاثوں پر منافع 2017ء میں پست ہو کر 0.7 فیصد رہ گیا جو 2016ء میں 1.0 فیصد تھا۔

بحیثیتِ مجموعی سمندر پار برانچیں بینکوں کے آپریشنز میں مثبت کردار ادا کر رہی ہیں، تاہم ایسے آپریشنز سے ابھرنے والے خطرات سسٹم اور کنٹرول کے ایک محتاط اور گہرے جائزے کا تقاضا کرتے ہیں۔ نیز، چونکہ سمندر پار بزنس کا ایک نمایاں حصہ ترسیلات اور متعلقہ بینکاری سے تعلق رکھتا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ بہترین بین الاقوامی نمونوں کے مطابق ان برانچوں پر انسداد منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسدادی انتظامات مضبوط کیے جائیں۔ اسٹیٹ بینک ان مسائل کے حل کی غرض سے اپنی نگراں حیثیت میں بینکوں کے ساتھ قریبی تعلق رکھ کر کام کر رہا ہے۔

باکس 3.1.3: ایف اے ٹی ایف (FATF) اور پاکستان میں انسداد منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسداد کا نظام

پس منظر

منی لانڈرنگ یا دہشت گردی کی مالی معاونت کے لیے مالی نظام کا غلط استعمال اور اس کی روک تھام کے لیے مالی نظام کی سالمیت ایک اہم پالیسی نکتے کے طور پر حال میں سامنے آئی ہے، بین الاقوامی ادارے اور دنیا بھر کے پالیسی ساز ان سماج دشمن سرگرمیوں سے نمٹنے کے لیے سنجیدہ کوششیں کر رہے ہیں۔ اس تناظر میں ایک بین الحکومتی ادارہ 'فنانشل ایکشن ٹاسک فورس' (ایف اے ٹی ایف) 1989ء میں قائم کیا گیا جو پالیسی سازی کا مرکزی ادارہ بن کر سامنے آیا ہے۔ اس ادارے کا کام بین الاقوامی مالی نظام کی سالمیت کو منی لانڈرنگ، دہشت گردی کی مالی معاونت اور دیگر منسلک خطرات سے نمٹنے کے لیے قانونی، ضوابطی اور عملی اقدامات کے اصول متعین کرنا اور ان کے موثر نفاذ کو فروغ دینا ہے۔ اس سلسلے میں ایف اے ٹی ایف نے اپنی سفارشات مرتب کی ہیں جنھیں منی لانڈرنگ، دہشت گردی کی مالی معاونت اور بڑے پیمانے پر تباہی لانے والے ہتھیاروں کے پھیلاؤ کے انسداد کے لیے معیار تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ سفارشات وہ بنیاد فراہم کرتی ہیں جن سے مالی نظام کی سالمیت کو لاحق مختلف خطرات کا مقابلہ مربوط کوششوں سے کیا جا سکتا ہے اور مختلف ممالک میں مختلف اسٹیک ہولڈرز کے لیے منصفانہ ماحول کو یقینی بنانے میں مدد لی جا سکتی ہے۔ یہ سفارشات سب سے پہلے 1990ء میں جاری کی گئیں اور 1996ء، 2001ء، 2003ء میں ان پر نظر ثانی کی گئی، اور حال ہی میں 2012ء میں نظر ثانی کی گئی تاکہ یہ یقینی بنایا جائے کہ یہ سفارشات بدلتے ہوئے حالات سے مناسبت رکھتی ہیں اور دنیا بھر میں اطلاق کے قابل ہیں۔[145]

پاکستان کا منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسداد کا نظام اور ایف اے ٹی ایف

پاکستان کے پالیسی ساز منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کی مالی معاونت کے خلاف مالی نظام کی سالمیت کی اہمیت سے ہمیشہ آگاہ رہے ہیں۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے انسداد منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسداد پر پالیسی فریم ورک 1990ء کی دہائی کے آغاز میں متعارف کرایا، اور یہ تب سے ارتقا پا رہا ہے، تاکہ بین الاقوامی ضوابط بھی پورے ہوں اور ملکی مالی منڈیوں کی حرکیات بھی مدِ نظر رہیں۔ 2007ء سے نافذ شدہ منی لانڈرنگ کے انسداد کا قانون منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کی مالی معاونت کے حوالے سے قانونی ذمہ داریاں بیان کرتا ہے اور مختلف متعلقہ فریقوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے فرائض اور اختیارات واضح کرتا ہے۔ اس قانون پر عمل درآمد میں تعاون کی غرض سے ایک مکمل اور آزاد فنانشل مانیٹرنگ یونٹ (مالی انٹیلی جنس یونٹ یا ایف ایم یو) بنایا گیا جو مختلف معاشی ایجنٹوں، کال رپورٹنگ کے اداروں کی جانب سے مشکوک لین دین کی رپورٹوں (ایس ٹی آر) پر نظر رکھتا ہے اور تجزیے کے بعد منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے ممکنہ کیس مزید تحقیق و تفتیش اور قانونی کارروائی کے لیے متعلقہ تحقیقاتی ادارے کو بھجوا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ جب ایس ٹی آر کے تجزیے کے دوران ضوابطی خلاف ورزیاں علم میں آتی ہیں تو ایف ایم یو مالی شعبے کے ضابطہ ساز اداروں کو اس کی خفیہ مالی معلومات بھی فراہم کرتا ہے۔

پاکستان ایف اے ٹی ایف کا رُکن نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ پاکستان کا تعلق ایف اے ٹی ایف کی طرز کے علاقائی ادارے کے توسّط سے ہے جس کا نام ایشیا پیسفک گروپ آف منی لانڈرنگ (اے پی جی) ہے۔ اے پی جی نے 2005ء اور 2009ء میں پاکستان کا تجزیہ کیا اور حاصل ہونے والے مشاہدات پر کارروائی کے لیے اگلے برسوں میں بھی قریبی رابطہ رکھا۔ ایف اے ٹی ایف کی سفارشات کے ضمن میں پاکستان کی آخری باہمی تجزیاتی رپورٹ جولائی 2009ء میں شائع ہوئی۔[146] اس رپورٹ نے منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسداد کے نظام میں کچھ کمزوریوں کی نشان دہی کی تھی اور ملفوف خطرات پر قابو پانے کے لیے چند اقدامات تجویز کیے تھے۔ ان کی پیروی کرتے ہوئے پاکستانی حکام نے انتھک کوششیں کرتے ہوئے متعدد اصلاحات متعارف کرائیں اور بین الاقوامی معیارات کی پابندی کے حوالے سے مسائل حل کرنے کے لیے قانونی، ضوابطی اور عملی فریم ورک بہتر بنایا۔ اس پیش رفت سے اے پی جی کو بھی آگاہ رکھا گیا۔ ایف اے ٹی ایف کے ترمیم شدہ معیارات اور طریقہ کار کے تحت باہمی تجزیے کے تیسرے مرحلے کی تعمیل میں، پاکستان کا تیسرا تجزیہ بھی شروع کر دیا گیا ہے۔

حالیہ برسوں میں پاکستان نے منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسداد کا نظام مستحکم بنانے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں، جن میں یہ شامل ہیں:

- ایف اے ٹی ایف کے تجویز کردہ بین الاقوامی معیارات کے ساتھ مطابقت لانے کے لیے انسداد منی لانڈرنگ ایکٹ، 2010ء میں ترامیم (دسمبر 2015ء)
- سیلز ٹیکس کے تحت مالی خلاف ورزیوں کا اضافہ (فروری 2016ء)
- انسداد منی لانڈرنگ قانون کے تحت ایف بی آر کے ڈائریکٹریٹ جنرل (انٹیلی جنس اینڈ انویسٹی گیشن اِن لینڈ ریونیو) کو بطور تحقیقاتی اور استغاثہ جاتی ادارہ شامل کرنا (جون 2016ء)
- انسداد منی لانڈرنگ ایکٹ، 2010ء کے شیڈول میں 'Insider Trading and Market Manipulation' کو بطور خلاف ورزی شامل کرنا (دسمبر 2015ء)

گذشتہ سال اسٹیٹ بینک نے انسداد منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسداد کے ضوابط مستحکم کرنے کی خاطر اضافی اقدامات کیے تاکہ یہ ضوابط بہترین عالمی روایات سے ہم آہنگ ہوں۔ دورانِ سال کیے گئے بعض اقدامات یہ ہیں:

- اسٹیٹ بینک نے جون 2017ء میں رہنما ہدایات جاری کیں جن میں بینکوں کو ہدایت کی گئی کہ ممنوعہ تنظیموں اور افراد کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں / امتناع پر متواتر عمل درآمد کیا جائے، نیز جو لوگ ایسی تنظیموں اور افراد کے ساتھ تعلق کے لیے معروف ہوں خواہ ممنوعہ / مخصوص نام کے تحت ہوں یا کسی اور نام سے، ان پر بھی اس کا اطلاق کیا جائے۔

---

145 http://www.fatf-gafi.org/publications/fatfrecommendations/documents/fatf-recommendations.html

146 http://www.apgml.org/documents/default.aspx?s=date&c=7&pcPage=6

- اسٹیٹ بینک نے بینکوں اور مائکرو فنانس بینکوں کو تمام برانچوں پر بایو میٹرک مشینیں نصب کرنے کی ہدایت کی تا کہ اکاؤنٹ کھلواتے وقت صارفین کی فوری تصدیق کی جاسکے۔

- اسٹیٹ بینک نے اپنے دائرۂ کار میں آنے والے تمام مالی اداروں کو ہدایت کی کہ ورچوئل کرنسیوں / انیشل کوائن آفرنگ (آئی سی او) میں لین دین سے یا اپنے صارفین کو ان میں لین دین میں سہولت فراہم کرنے سے باز رہیں، اور ایسے کسی لین دین کو مشکوک سمجھتے ہوئے اس کی فوری اطلاع ایف ایم یو کو کر دیں۔

- اسٹیٹ بینک نے پاکستان کے نیشنل رسک اسیسمنٹ (این آر اے) کے مشاہدات کی بنیاد پر انسداد منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسداد کے ضوابط میں ترمیم کی جس کے تحت یہ لازم ہو گا کہ اثاثے کے حامل صارفین اور پراڈکٹس پر انسداد منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسداد کے ضوابط لاگو کیے جائیں، تجزیہ کاروں کی موزوں تعداد مشکوک لین دین کی نگرانی کرنے اور اطلاع دینے کے لیے مقرر کی جائے، بینک میں رسک اور کنٹرول کی ذمہ دار مینجمنٹ سطح کی کمیٹی اس امر کی نگرانی کے لیے متعین کی جائے کہ انسداد منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسدادی ضوابط کی تعمیل کی جارہی ہے، اور اکاؤنٹ کھلوانے کی مسترد درخواستوں، صارفین کی رسک ریٹنگ پر نظر ثانی اور منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے خطرے کی بنیاد پر بند کیے گئے اکاؤنٹس کا ڈیٹا محفوظ رکھنے کے لیے ایک طریقہ کار مقرر کیا جائے۔

پاکستان انسداد منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی مالی معاونت کے انسداد کے ایک فعال، متحرک اور بڑے نظام کا حامل ہے جو بین الاقوامی معیار کے مطابق قانونی، ضوابطی، ادارہ جاتی اور آپریشنل فریم ورک پر مشتمل ہے۔ حکام کے پاس وہ مطلوبہ تکنیکی مہارت بھی موجود ہے جو تیز رفتار ماحول سے ابھرنے والے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے درکار ہوتی ہے اور کسی بھی بین الاقوامی تقاضے کو موزوں انداز میں پورا کر سکتی ہے۔